Biannual Research Journal
AL-IDAH
Published by
SHAYKH ZAYED ISLAMIC CENTRE
UNIVERSITY OF PESHAWAR
PESHAWAR PAKISTAN
ISSN (Print) : 2075-0307
ISSN (Online) : 2664-3375
OPEN ACCESS
الإيضاح
شیخ زاید مرکز اسلامی جامعہ پشاور
www.al-idah.szic.pk
JAN-JUNE 2021
VOL:39 ISSUE:1

# معذب اقوام کے آثار کی شرعی حیثیت عصرِ حاضر کے تناظر میں

# The Islamic and legal status of tormented archaeological monuments in the contemporary perspective

**Author(s):** **1. Dr. Muhammad Ibrahim**

*Lecturer, (V) Hazara University Email:* mibrahim.pak@gmail.com

**2. Abdul Saboor**

*MPhil Scholar, Department of Islamic & Pakistan Studies, KUST Kohat, Email:* abdulsaboor0313@gmail.com

**3. Dr. Muhammad Ikram Ullah**

*Associate Professor, Department of Islamic & Religious Studies, University of Haripur, Email:* drmikramullah@gmail.com

**Issue:**
*http://al-idah.szic.pk/index.php/al-idah/issue/view/34*
**URL:**
*http://al-idah.szic.pk/index.php/al-idah/article/view/349.*
**Citation:** *Muhammad Ibrahim, Abdul Saboor and Muhammad Ikram Ullah 2021. The Islamic and Legal Status of Tormented Archaeological Monuments in the Contemporary Perspective. Al-Idah . 39, - 1 (Jun. 2021), 208 - 221.*

**Publisher:** *Shaykh Zayed Islamic Centre, University of Peshawar, Al-Idah – Vol: 39 Issue: 1 / Jan – June 2020/ P. 208 - 221.*

**Article DOI:**
*https://doi.org/10.37556/al-idah.039.01.0349.*

**Received on:** 08 – Feb - 2021
**Accepted on:** 27 – May - 2021
**Published on:** 30 – June - 2021

cc BY
Islamic Research Index
Crossref
DOAJ DIRECTORY OF OPEN ACCESS JOURNALS
INTERNATIONAL Scientific Indexing
INDEX COPERNICUS INTERNATIONAL

***Abstract:***

*Archeology deals with the common inheritance of human beings. Among those historical antiques, these are such records which remind us of those nations who were condemned due to their disobedience to Divine instructions. The purpose of preserving such sites as per Divine Scheme, was to make them lessons for the upcoming generations. More recently such trends have emerged where these sites have been made places of recreation. As a reaction to this trend, another approach within religious thought has emerged that instructs for complete elimination of such sites in order to discourage tourist activities at such places. This article takes a moderate path and tries to highlight the real teachings of Islam about such sites.*

*Keywords: Condemned Nations, Ancient Relics, Teachings of Islam*

**تمہید:**

اللہ تبارک وتعالیٰ نے اس کائنات میں اپنی چند مخصوص نشانیاں اس طور پر باقی رکھی ہیں کہ جو اس کے بندوں کے لئے عبرت کے حصول کا ذریعہ ہیں، جن اقوام نے اس کی آفاقی دعوت کی تردید کی، اس کے انبیاء کو جھٹلایا، باری تعالیٰ نے ان پر مختلف طرح سے عذاب نازل کیے اور پھر ان کی باقیات کو باقی رکھا تاکہ آنے والے لوگوں کے لئے عبرت کا نشان بنے۔

ایسے آثار ہر دور میں پائے جاتے رہے ہیں لیکن موجودہ دور میں ان آثار کی بقاء کی حکمت کو یکسر نظر انداز کرکے ان مقاماتِ کو مقاماتِ تفریح بنادیا گیا ہے اس کے رد عمل میں ایک ایسے نظریے کا وجود ہوا جنہوں نے انہیں خلافِ شریعت قرار دے کر انہیں منہدم کرنے کا موقف اختیار کیا۔ یہ دونوں نظریات افراط و تفریط کا شکار ہیں شریعتِ اسلامیہ کی روشن تعلیمات ان کے درمیان ہیں۔ یہ مضمون اسی ضرورت کے پیش نظر تحریر کیا جارہا ہے کہ جس میں شریعت اسلامیہ کے معذب آثارِ قدیمہ کی صحیح حیثیت، ان کے بقاء کی حکمت اور ان سے متعلق فقہی احکام کو واضح کیا جائے تاکہ اہل اسلام کے سامنے معذب اقوام کے آثار کی شرعی حیثیت واضح ہو۔

**قرآن مجید میں معذب اقوام کے آثار سے عبرت حاصل کرنے کی ترغیب:**

اللہ تبارک وتعالیٰ نے قرآن کریم میں کئی مقامات پر معذب اقوام کے آثار سے عبرت حاصل کرنے کی ترغیب دی ہے:

"قُلْ سِيْرُوْا فِي الْاَرْضِ فَانْظُرُوْا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلُ كَانَ اَكْثَرُهُمْ مُّشْرِكِيْنَ"[۱]

"آپ ﷺ کہہ دیجئے کہ زمین میں چلو پھرو اور دیکھو ان لوگوں کا کیا انجام ہوا جو پہلے گزر چکے ہیں۔ ان میں سے اکثر مشرک تھے۔"

اس آیت سے بعض مفسرین کرام نے یہ نتیجہ اخذ کیا ہے کہ کسی جگہ پر اللہ کے عذاب سے ہلاک شدہ قوموں کے آثار پائے جاتے ہوں، تو اس جگہ کو مقصود بنا کر اس نیت سے دیکھنے کا حکم ہے کہ عبرت حاصل کی جائے، یعنی عبرت کی غرض سے خاص اس مقام کی طرف جانے کا اس آیت میں حکم ہے، چنانچہ التفسیر المیسر میں اس آیت کی تفسیر میں ہے جس کا مفہوم درج ہے:

"(اے پیغمبر! آپ) کہہ دیں ان لوگوں سے جو آپ کے لائے ہوئے دین کو جھٹلانے والے ہیں کہ تم زمین کے مختلف کونوں میں غور و فکر کے ساتھ گھوم پھر لو، تم دیکھو کہ تم سے پہلے (انبیاء کو) جھٹلانے والوں کا کیا انجام ہوا مثلاً نوح، عاد اور ثمود کی اقوام کا، ان کا انجام اور نتیجہ بہت برا تھا ان میں سے اکثر اللہ کے ساتھ شرک کرنے والے تھے"

جبکہ بعض دوسرے مفسرین کی رائے یہ ہے کہ اس آیت کا مقصد یہ ہے کہ زمین میں انسان کا گھومنا پھرنا مختلف اعتبارات سے ہوتا ہے کبھی طلبِ معاش کے لئے اور کبھی کسی اور غرض سے، لیکن جس غرض سے بھی اس کا سفر ہو اور وہ ان مقامات سے گزرے تو ان مقامات سے سیر وسیاحت کی نیت اور لطف اندوز ہوتے ہوئے نہ گزرے بلکہ ان مقامات سے عبرت حاصل کرتے ہوئے گزرے، حصولِ عبرت کے لئے ان مقامات میں اُس کا غور و فکر کرنا اُس کے اِس سفر کو قرآن کریم کے مقصود کے موافق کر دیتا ہے، علامہ شعراوی فرماتے ہیں:

"اللہ تبارک وتعالیٰ فرماتے ہیں غور کرو کہ پہلوں کا انجام کیسا ہوا، زمین میں چلنا پھرنا یا تو سیاحت اور اللہ کی نشانیوں میں غور و فکر کی غرض سے ہوتا ہے۔۔۔ یا پھر رزق کی تلاش میں۔ اور ایک دوسری آیت میں ہے زمین میں پھرو تو غور و فکر (بھی) کرو، یعنی زمین میں اگرچہ کاروبار، طلبِ معاش اور ضروریات کے پورا کرنے کے لئے پھرو لیکن اللہ کی آیات میں غور و فکر سے محروم نہ رہو تاکہ تم عبرت حاصل کرسکو اور نصیحت لے سکو"[۲]

ان دو آیات کی تفاسیر یہ واضح کرتی ہیں کہ قرآن کریم میں جن قوموں پر اللہ کا عذاب نازل ہونا ذکر کیا گیا ہے، ان کے باقی رہ جانے والے آثار سے عبرت پکڑنے کی ترغیب ہے، چاہے اِن آثار کو مقصود بنا کر ان کی طرف سفر کیا جائے یا دورانِ سفر ان سے گذر ہو، دونوں صورتوں میں ان سے عبرت حاصل کرنا مقصودِ شریعت ہے۔

**قرآن کریم میں معذب آثار کی چند مثالیں:**

قرآن کریم میں معذب آثار سے متعلق ایسی رہنمائی ملتی ہے جس سے شریعت کا منشا واضح ہوتا ہے اور انہیں باقی

رکھنے اور محفوظ رکھنے پر صراحت ملتی ہے، چنانچہ چند مثالیں درج ذیل ہیں:

فرعونِ مصر کے بارے میں قرآن کریم میں ہے:

''فَالْيَوْمَ نُنَجِّيْكَ بِبَدَنِكَ لِتَكُوْنَ لِمَنْ خَلْفَكَ اٰيَةً. وَ اِنَّ كَثِيْرًا مِّنَ النَّاسِ عَنْ اٰيٰتِنَا لَغٰفِلُوْنَ ''[3] ''پس آج ہم تیرے بدن کو بچالیں گے تاکہ تو اپنے پچھلے آنے والوں کے لئے (عبرت) کا نشان ہو اور واقعی بہت سے لوگ ہماری نشانیوں سے بے خبر ہیں۔''

یہ آیت فرعون مصر سے متعلق نازل ہوئی اور اس آیت میں فرعونِ مصر کی لاش کو باقی رکھنے کی وضاحت باری تعالیٰ نے فرمائی ہے اور اس کی علت اور وجہ یہ ذکر کی ہے تاکہ بعد میں آنے والوں کے لئے یہ عبرت کا نشان ہو۔

علامہ طبریؒ اس مقصد کی مزید وضاحت کرتے ہیں:

''لتكون لمن خلف آية، يقول لمن بعدك من الناس عبرة يعتبرون بك فينزجرون عن معصية الله والكفر به والسعي في أرضه بالفساد''[4]

''(ابو جعفر) فرماتے ہیں یعنی تم (اے فرعون) اپنے بعد آنے والوں کے واسطے عبرت کی علامت ہو، تیرے ذریعے وہ عبرت حاصل کریں تاکہ اللہ کی نافرمانی، اس کے انکار اور زمین میں فساد کرنے سے باز آئیں''

فرعونِ مصر کی لاش معذب آثار کی باقیات میں سے ہے اور اس کو باری تعالیٰ نے باقی رکھا، محفوظ رکھا، اس کی علت یہ بتلائی تاکہ یہ بعد میں آنے والوں کے لئے عبرت کا سامان ہو۔ اس سے یہ بالکل واضح ہو جاتا ہے کہ معذب آثار کو باقی رکھنا اور ان کو محفوظ رکھنا ہی منشاء شریعت ہے۔

قرآن کریم میں قوم ثمود کا ذکر آیا ہے ان پر عذاب اور ان کی باقیات سے متعلق ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

وَإِلَى ثَمُودَ أَخَاهُمْ صَالِحًا قَالَ يَا قَوْمِ اعْبُدُواْ اللهَ مَا لَكُم مِّنْ إِلَهٍ غَيْرُهُ قَدْ جَاءتْكُم بَيِّنَةٌ مِّن رَّبِّكُمْ هَذِهِ نَاقَةُ اللهِ لَكُمْ آيَةً فَذَرُوهَا تَأْكُلْ فِي أَرْضِ اللهِ وَلاَ تَمَسُّوهَا بِسُوَءٍ فَيَأْخُذَكُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ وَاذْكُرُواْ إِذْ جَعَلَكُمْ خُلَفَاء مِن بَعْدِ عَادٍ وَبَوَّأَكُمْ فِي الأَرْضِ تَتَّخِذُونَ مِن سُهُولِهَا قُصُورًا وَتَنْحِتُونَ الْجِبَالَ بُيُوتًا فَاذْكُرُواْ آلاء اللهِ وَلاَ تَعْثَوْا فِي الأَرْضِ مُفْسِدِينَ ''[5]

''اور ثمود کی طرف ان کے بھائی صالح کو بھیجا اس نے کہا اے میری قوم! اللہ تعالیٰ کی عبادت کرو تمہارے لئے اس کے سوا کوئی معبود نہیں تمہارے رب کی جانب سے تمہارے پاس روشن دلیل آچکی ہے یہ اللہ تعالیٰ کی اونٹنی ہے جو تمہارے لئے ایک نشانی ہے اُس کو چھوڑ دو کہ اللہ تعالیٰ کی زمین میں کھاتی پھرے اور برائی کی نیت سے اُسے ہاتھ نہ لگاؤ کہ تم پر کوئی دردناک عذاب نہ آجائے اور اس وقت کو یاد کرو جب عاد کے بعد تمہیں زمین میں جانشین مقرر کردیا اور زمین میں تمہیں جگہ دی کہ اس کے میدانوں میں تم محلات تعمیر

کرتے اور پہاڑوں کو تراش تراش کر گھر بناتے ہو تو اللہ تعالیٰ کی نعمتیں یاد کرو اور زمین میں فتنہ وفساد نہ کرتے پھرو۔"

ان آیات سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ قومِ ثمود کی عمارتیں فنِ تعمیر کا شاہکار تھیں، یہ لوگ پہاڑوں کو تراش کر مکانات بناتے تھے،ان کی تعمیر کو باری تعالیٰ نے اپنی خاص نعمت کے طور پر شمار کیا ہے لیکن جب انہوں نے باری تعالیٰ کی دعوت کو تسلیم نہیں کیا تو ان پر عذاب آیا پھر ان کے فنِ تعمیر کے یہی شاہکار کھنڈرات بن کررہ گئے جیسا کہ قرآن کریم میں ہے:

فَتِلْكَ بُيُوتُهُمْ خَاوِيَةً بِمَا ظَلَمُوا إِنَّ فِي ذَلِكَ لَآيَةً لِّقَوْمٍ يَعْلَمُونَ "[٦] "اب یہ ان کے گھر ہیں جو ان کے ظلم کی وجہ سے گرے پڑے ہیں بلاشبہ اس میں جاننے والے لوگوں کے لئے نشانِ عبرت ہے۔"

قرآن کریم نے ان کھنڈرات کا حوالہ اس انداز سے دیا کہ اس میں ہی لوگوں کو ان میں غور وفکر کرنے اور ان کو دیکھنے کی دعوت ہے چنانچہ تفسیر زاد المسیر میں ہے:

"قوله تعالیٰ : فتلك بيوتهم خاوية، قال الزجاج هی منصوبة على الحال المعنى فانظر إلى بيوتهم خاوية"[٧]

"باری تعالیٰ کا قول فتك بيوتهم خاوية زجاج کہتے ہیں یہ حال ہونے کی بناپر منصوب ہے یعنی مراد یہ ہے کہ ان کے ویران گھروں کی طرف دیکھو۔"

علامہ ابوالفرج کے مطابق مقصودِ آیت غور وفکر کی نیت سے ان ہلاک ہونے والوں کے ویران گھروں کی جانب دیکھنا مراد ہے اور دیکھ کر ان سے عبرت حاصل کرنا مراد ہے۔

قرآن کریم میں قومِ ثمود کے ویران کھنڈرات سے عبرت حاصل کرنے کی دعوت اسی صورت میں ممکن ہے جب ان کے ویران کھنڈرات اپنی اصلی حالت میں باقی رکھے جائیں۔اس آیت سے ایک بات تو یہ واضح ہوتی ہے کہ ان آثار کو اپنی حالت پر باقی رکھا جائے گا اور دوسری یہ کہ ان کو کسی دوسری حالت میں اس طور پر تبدیل کرنا کہ یہ مقامِ عبرت سے مقامِ سیاحت بن جائے ، درست نہیں ہوگا کیونکہ اس سے مقصود قرآن اور دعوتِ قرآن فوت ہو جاتا ہے۔

قرآن کریم میں قوم لوط کا ذکر ہے اور ان پر عذاب کا ذکر بھی ہے:

قَالُواْ يَا لُوطُ إِنَّا رُسُلُ رَبِّكَ لَن يَصِلُواْ إِلَيْكَ فَأَسْرِ بِأَهْلِكَ بِقِطْعٍ مِّنَ اللَّيْلِ وَلاَ يَلْتَفِتْ مِنكُمْ أَحَدٌ إِلاَّ امْرَأَتَكَ إِنَّهُ مُصِيبُهَا مَا أَصَابَهُمْ إِنَّ مَوْعِدَهُمُ الصُّبْحُ أَلَيْسَ الصُّبْحُ

بِقَرِيبٍ. فَلَمَّا جَاء أَمْرُنَا جَعَلْنَا عَالِيَهَا سَافِلَهَا وَأَمْطَرْنَا عَلَيْهَا حِجَارَةً مِّن سِجِّيلٍ مَّنضُودٍ. مُّسَوَّمَةً عِندَ رَبِّكَ وَمَا هِيَ مِنَ الظَّالِمِينَ بِبَعِيدٍ.[۸]

"فرشتوں نے کہا اے لوطؑ! بیشک ہم تیرے رب کے بھیجے ہوئے ہیں یہ لوگ ہر گز تم تک نہیں پہنچ سکیں گے پس تم رات کے کچھ حصہ میں اپنے گھر والوں کو لے کر چل دو اور تم میں سے سوائے تمہاری بیوی کے کوئی بھی پیچھے مُڑ کر نہ دیکھے، بات یہ ہے کہ جو عذاب اوروں پر نازل ہونے والا ہے وہی اس پر نازل ہوگا بیشک ان کے وعدہ (عذاب) کا وقت صبح ہے۔ کیا صبح قریب نہیں؟ پھر جب ہمارا حکم آپہنچا تو ہم نے اس بستی کو (الٹ کر) اوپر تلے کر دیا اور اس پر لگاتار کنکر کے پتھر برسائے جن پر تمہارے رب کی طرف سے نشان لگے ہوئے تھے اور یہ جگہ ان ظالموں سے کچھ دور بھی نہیں۔"

یہ آیات لوطؑ کی قوم پر عذاب سے متعلق ہیں اور جب باری تعالیٰ نے اہلِ مکہ کو دعوتِ عبرت دی تو ارشاد فرمایا:

وَإِنَّكُمْ لَتَمُرُّونَ عَلَيْهِم مُّصْبِحِينَ. وَبِاللَّيْلِ أَفَلَا تَعْقِلُونَ"[۹] "اور تم لوگ یقیناً صبح کے وقت ان (کی بستیوں کے) پاس سے گزرتے ہو۔ اور رات کو بھی تو کیا تم عقل نہیں رکھتے۔"

علامہ آلوسیؒ اس آیت کی وضاحت کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

"اے اہل مکہ تم اپنے شام کے تجارتی اسفار میں ان کی منازل سے گزرتے ہو، سدوم کا علاقہ ان کے راستے میں آتا، صبح کے اس میں داخل ہوتے اور رات کے وقت ۔۔۔تم ان کو دیکھتے ہو، پھر بھی عقل استعمال نہیں کرتے کہ تم ان سے عبرت پکڑو اور ڈرو کہ جو عذاب ان کو آیا ہے وہ تمہیں بھی آسکتا ہے اس سے منشا ان کے رسول کی مخالفت ہے کیونکہ مخالفتِ رسول دونوں کے درمیان قدرِ مشترک ہے۔"

اس آیت کی تفسیر سے یہ بات بالکل واضح ہو جاتی ہے کہ کفارِ مکہ کو اس طرف توجہ دلائی ہے کہ تم لوگ جب اپنے تجارتی اسفار کے سلسلے میں شام آتے جاتے ہو تو راستے میں سدوم کے علاقے میں قومِ لوط کے اجڑے ویران گھروں کو دیکھتے ہو، بار بار ان سے تمہارا گزر ہوتا ہے، پھر بھی تم انہیں نگاہِ عبرت سے نہیں دیکھتے؟ عبرت حاصل نہیں کرتے؟

قومِ لوط کی باقیات سے عبرت حاصل کرنے کی طرف توجہ دلانا اس بات کا تقاضا کرتا ہے کہ ان کے معذب آثار باقی تھے اور اپنی اصلی حالت پر موجود تھے۔ باری تعالیٰ نے ان کی بقاء کا انتظام کیا ہوا تھا جو منشاء شریعت واضح کرتا ہے کہ انہیں محفوظ رکھا جائے گا تاکہ آنے والوں کے لئے یہ عبرت کا مقام ہو۔

**سیرت رسول ﷺ سے معذب اقوام کی باقیات کے بقاء پر استدلال:**

آنحضرت ﷺ کی سیرت طیبہ میں صرف ایک مقام ایسا ملتا ہے جس میں آنحضرت ﷺ ان معذب اقوام کی باقیات سے گزرے اور وہ موقع غزوہ تبوک کا تھا جب آپ ﷺ تبوک کی طرف جا رہے تھے تو آپ ﷺ کا گذر مقامِ حجر سے ہوا جیسا کہ روایت میں آتا ہے:

> "لوگوں نے آنحضرت ﷺ کے ساتھ مقامِ حجر میں قومِ ثمود کی بستی پر پڑاؤ ڈالا تو ان کے کنوؤں سے پانی بھر لیا اور اسی پانی سے آٹا بھی گوندھ لیا لیکن آنحضرت ﷺ نے انہیں بھرا ہوا پانی گرانے کا اور گوندھا ہوا آٹا جانوروں کے آگے ڈال دینے کا حکم دیا اور انہیں صرف اس کنوئیں سے پانی بھرنا کا حکم دیا جس سے (صالح کی) اونٹنی پانی پیا کرتی تھی۔"[۱۰]

اسی طرح ایک اور روایت میں آنحضرت ﷺ کے اِس مقام سے گزرنے کی کیفیت وارد ہوئی ہے:

> عبداللہ بن عمرؓ سے مروی ہے کہ آنحضرت ﷺ کا جب حجر کے مقام سے گزر ہوا تو آپ ﷺ نے فرمایا اپنی جانوں پر ظلم کرنے والوں کی رہائشگاہوں سے مت گزرو مبادا تمہیں وہ عذاب نہ آپکڑے جس نے انہیں پکڑا، ہاں مگر گزرنا ہی پڑ جائے تو روتے روتے گزرو۔ پھر آنحضرت ﷺ نے اپنے سر کو چادر سے ڈھانپ لیا اور اس وادی کے ختم ہونے تک تیز تیز گزرنے لگے۔"[۱۱]

مذکورہ بالا دو روایات سے معذب اقوام کے آثار کے بارے میں نہایت اہم اصول ملتے ہیں لیکن سب سے اہم بات یہ ہے کہ آنحضرت ﷺ کا بنفس نفیس خود ان مقامات سے گزرنا اور آپ ﷺ کا انہیں باقی رکھنا ان کی بقاء پر دلالت کرتا ہے کیونکہ اگر ان کا بقاء خلافِ شریعت ہوتا تو آنحضرت ﷺ انہیں باقی نہ رکھتے بلکہ آپ ﷺ نے بعد میں بھی ان کے انہدام کا حکم نہیں دیا۔

**قرآن وسنت سے معذب اقوام کے بقاء کا حکم:**

قرآن کریم اور سنت نبوی ﷺ سے بالکل واضح ہوتا ہے کہ عذاب شدہ قوموں کی باقیات کا بقاء ہی شریعت کی منشاء ہے انہیں اپنی اصلی حالت پر باقی رکھا جائے گا تاکہ جس مقصد کے لئے باری تعالیٰ نے ان کو باقی رکھا ہے وہ فوت نہ ہو، اور وہ مقصد ان مقامات کو دیکھ کر عبرت حاصل کرتے ہوئے اللہ کی نافرمانی سے رکنا ہے۔ یہ الگ بات ہے کہ ان مقامات میں چونکہ باری تعالیٰ کا عذاب نازل ہوا ہوتا ہے اس لئے ایسی جگہوں پر جانے سے طبائع میں انقباض پیدا ہوتا ہے اور ایسے مقامات میں روحانی پستی کا سامان اور دل کی سختی کا باعث ہوتا ہے۔

البتہ ان معذب آثار کے بقاء کے ساتھ تین اہم احکام متوجہ ہوتے ہیں جو کہ درج ذیل ہیں:

۱. ان آثار کو مقصود بنا کر ان کی طرف سفر کرکے جانا درست ہے یا نہیں؟
۲. ان آثار کی باقیات سے انتفاع حاصل کیا جاسکتا ہے یا نہیں؟
۳. ان مقامات پر سیر وسیاحت کے لئے جانا اور انہیں مقامِ سیاحت بنانا کیسا ہے؟

ان تین احکام کا تفصیلی جائزہ درج ذیل ہے۔

**معذب آثار کی طرف سفر کرکے جانے کے حکم کا جائزہ:**

معذب اقوام کے باقی آثار کی طرف قصد کرکے سفر کرنے کے بارے میں دو طرح کی رائے علمائے امت میں پائی جاتی ہیں ایک رائے یہ ہے کہ ایسے مقامات کی طرف قصد کرکے سفر کرنا درست نہیں ہے کیونکہ اس سے حدیث میں ممانعت وارد ہوئی ہے، امام اوزاعیؒ کا قول منقول ہے:

> "امام اوزاعی نے ایسا کرنے سے منع کیا کیونکہ آنحضرت ﷺ جس وقت حجر کی بستیوں سے گزرے تھے تو آپ ﷺ نے فرمایا تھا کہ تم ظالموں کی رہائشگاہوں سے مت گزرو اگر گزرنا ہی پڑ جائے تو روتے روتے گزرو۔ جب نبی کریم ﷺ نے ان رہائش گاہوں میں داخلے کو ممنوع قرار دیا ہے تو پھر ان کی قبروں (کو اکھاڑنے) کی اجازت کیسے ہوگی۔"[۱۲]

امام اوزاعیؒ کا یہ قول دراصل ایک سوال کا جواب ہے جس میں ان سے یہ پوچھا گیا کہ ایسے مقامات میں بعض قبروں کو خزانے کی تلاش و جستجو میں کھودنے کا کیا حکم ہے؟ اس سوال کے جواب میں امام اوزاعیؒ فرماتے ہیں جب ان کے دیار میں جانے کی اجازت نہیں ہے تو ان کی قبروں کو کس طرح کھودنے کی شریعت اسلامی میں اجازت ہوگی۔

دوسری رائے یہ ہے کہ ان مقامات کی طرف قصد کرکے سفر کرنا جائز ہے کیونکہ اگر بالقصد ان کے سفر کی ممانعت ہو تو پھر قرآن کریم میں ان آثار کی جانب جانے کی ترغیب بے معنی ہو کر رہ جاتی ہے۔

**راجح مذھب:**

ہمارے نزدیک دوسرے رائے راجح ہے کہ ان مقامات کی طرف بالقصد سفر کیا جاسکتا ہے اور اس کی وجہ یہ ہے کہ قرآن کریم میں باری تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں:

> "قُلْ سِيْرُوْا فِي الْاَرْضِ فَانْظُرُوْا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلُ. كَانَ اَكْثَرُهُمْ مُّشْرِكِيْنَ"[۱۳] "آپ ﷺ کہہ دیجئے کہ زمین میں چلو پھرو اور دیکھو ان لوگوں کا کیا انجام ہوا جو پہلے گزر چکے ہیں، ان میں سے اکثر مشرک تھے۔"

تفسیر طبری میں ہے:

> "يقول تعالى ذكره لنبيه محمد ﷺ قل يا محمد لهؤلاء المشركين بالله من قومك

سیروا في البلاد فانظروا إلى مساكن الذين كفروا بالله من قبلكم وكذّبوا رسله كيف كان آخر أمرهم وعاقبة تكذيبهم رُسلَ الله وكفرهم ألم نهلكهم بعذاب منا ونجعلهم عبرة لمن بعدهم''[۱٤]

''باری تعالیٰ اپنے نبی محمد ﷺ سے فرماتے ہیں: اے محمد اپنی قوم کے ان مشرکوں سے کہہ دو کہ چلو زمین میں اور دیکھو ان لوگوں کے گھروں کی طرف جنہوں نے تم سے پہلے اللہ کا انکار کیا اور اس کے رسولوں کو جھٹلایا، ان کا انجام کیا ہوا، اور ان کا اللہ کے رسولوں اور اللہ کے انکار کا کیا نتیجہ نکلا، کیا ہم نے انہیں عذاب دے کر ہلاک نہیں کیا، اور کیا انہیں بعد والوں کے لئے عبرت کا نشان نہیں بنایا۔''

یہ آیت اور قرآن کریم میں اس جیسی کئی دوسری آیات میں ان مقامات پر غور و فکر کی نیت سے جانے کا حکم ہے لہٰذا اگر کوئی ان مقامات کی طرف عبرت حاصل کرنے کی نیت سے سفر کرتا ہے تو یہ شریعت اسلامی کے خلاف نہیں۔

## معذب اقوام کی باقیات سے انتفاع کا حکم:

معذاب اقوام کے آثار پر جانے کی شریعت میں اجازت ہے البتہ وہاں جا کر ان کی باقیات سے انتفاع لینے کے بارے میں درج ذیل حدیث اصل الاصول کی طرح ہے:

''أن الناس نزلوا مع رسول الله ﷺ أرض ثمود الحجر فاستقوا من بئرها واعتجنوا به فأمرهم رسول الله ﷺ أن يهرقوا مااستقوا من بئرها وأن يعلفوا الإبل العجين وأمرهم أن يستقوا من البئر التي كانت تردها الناقة''[۱٥]

''لوگوں نے آنحضرت ﷺ کے ساتھ مقامِ حجر میں قومِ ثمود کی بستی پر پڑاؤ ڈالا تو ان کے کنوؤں سے پانی بھر لیا اور اسی پانی سے آٹا بھی گوندھ لیا لیکن آنحضرت ﷺ نے انہیں بھرا ہوا پانی گرانے کا اور گوندھا ہوا آٹا جانوروں کے آگے ڈال دینے کا حکم دیا اور انہیں صرف اس کنوئیں سے پانی بھرنا کا حکم دیا جس سے (صالح کی) اونٹنی پانی پیا کرتی تھی۔''

مذکورہ بالا روایت بتلاتی ہے کہ معذب اقوام کے آثار سے انتفاع حاصل کرنا جائز نہیں کیونکہ آنحضرت ﷺ نے بئر ثمود سے پانی لے کر گوندھے ہوئے آٹے کو جانوروں کو کھلانے کا حکم دیا لیکن یہ ممانعت کیا حیثیت رکھتی ہے اس کے بارے میں علامہ عینیؒ فرماتے ہیں:

''وَفِيه كَرَاهَة الاستقاء من آبار ثَمُود، قيل: وَيلْحق بهَا نظائرها من الْآبَار والعيون الَّتِي كَانَت لمن هلك بتعذيب الله تَعَالَى على كفره، وَاخْتلف فِي الْكَرَاهَة الْمَذْكُورَة، فَقيل: للتَّحْرِيم، وَقيل: للتنزيه، وعَلى التَّحْرِيم هَل يمْتَنع صِحَة التطهر من ذَلِك المَاء

أم لَا؟ وَالظَّاهِر لَا يمْتَنع.“[166]

”اس حدیث میں ثمود کے کنوؤں سے پانی لینا مکروہ ثابت ہوتا ہے اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ یہی حکم اس جیسے تمام کنوؤں چشموں کا ہوگا جن کے باسی اللہ کے کفر کی وجہ سے عذاب الٰہی سے ہلاک ہوئے ہیں البتہ اس کراہت میں اختلاف ہے مکروہ تحریمی ہے یا مکروہ تنزیہی لیکن مکروہ تحریمی بھی ہو تو یہ پانی پاکی سے مانع نہیں ہے۔“

علامہ عینیؒ کی اس صراحت سے یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ اگر ایسے مقامات پر کوئی قابلِ انتفاع چیز ہے تو حتی الوسع اس سے انتفاع نہ لیا جائے، اس سے انتفاع لینا مکروہ ہے، جب تک متبادل موجود ہو اس سے احتراز کرنا چاہئے لیکن اگر کوئی متبادل نہ ہو اور اس سے انتفاع لے لیا گیا تو اس کی بھی گنجائش ہے۔

**معذب اقوام کی باقیات کو مقام سیاحت بنانے کا حکم:**

معذب اقوام کے آثار پر جانا خلافِ شریعت نہیں ہے لیکن ایسے مقامات کو مقامِ سیاحت بنانا یا سیر و تفریح کے لئے وہاں جانا منشاء شریعت کے خلاف ہے کیونکہ درج ذیل حدیث اس سے مانع ہے:

”حضرت عبداللہ بن عمرؓ فرماتے ہیں کہ جب نبی ﷺ مقامِ حجر سے گزرے، فرمانے لگے، ان لوگوں کی بستیوں سے جنہوں نے اپنی جانوں پر ظلم کیا تھا جب گزرنا ہو تو روتے ہوئے ہی گزرو ایسا نہ ہو کہ تم پر بھی وہی عذاب آجائے جو ان پر آیا تھا پھر آپ نے سر مبارک پر چادر ڈال لی اور بڑی تیزی کے ساتھ چلنے لگے یہاں تک کہ اس وادی سے نکل آئے۔“[167]

یہ روایت اس باب میں واضح دلالت کرتی ہے کہ ایسے مقامات پر جانے کی غرض صرف وصرف عبرت حاصل کرنا ہو، اسی لیے تو آنحضرت ﷺ نے ان مقامات میں خشوع وخضوع اور خوف سے گزرنے کا حکم ہے اگر ایسی کیفیت نہ ہو تو ایسے معذب مقامات پر جانے سے ممانعت ہے۔

اس حدیث اور اس جیسی دوسری احادیث میں رونے سے مراد خشوع وخضوع کے ساتھ عبرت حاصل کرنا ہے۔ اور یہاں سے گزرنے کی آنحضرت ﷺ نے شرط ہی یہ لگائی ہے کہ اگر رونے کی کیفیت حاصل ہو تو یہاں سے گزرو ورنہ یہاں سے مت گزرو۔ جب ان مقامات سے گزرتے ہوئے رونے کی شرط ہے تو بالقصد یہاں سیر و تفریح کے لئے آنا کیسے جائز ہو سکتا ہے؟ یہی وجہ ہے کہ حافظ ابن رجبؒ مذکورہ حدیث کی تشریح کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

”یہ حدیث مقاماتِ عذاب میں داخل ہونے سے ممانعت پر اصل ہے مگر یہ کہ (اگر ان مقامات میں داخل ہونا ہی پڑ جائے تو) وہ اللہ سے خوف اور عبرت پکڑنے کی اعلیٰ حالت کے ساتھ گزرے اور (اعلیٰ حالت) اللہ کی (پکڑ کے) خوف سے اور اس مقام پر بسنے والوں پر

جو عذاب نازل ہوا ہے ، اس انجام سے ڈرتے ہوئے رونے کی حالت ہے۔ اس ( کیفیت اور حالت ) کے علاوہ داخل ہونے سے یہ خدشہ ہے کہ مبادا اس پر بھی وہی عذاب نہ آجائے جو ان لوگوں پر آیا ہے۔"[۱۸]

اس عبارت سے یہ صراحت ہوتی ہے کہ ایسے مقامات پر صرف عبرت کے لئے جانا تو ٹھیک ہے سیر و تفریح کے لئے جانا نہ صرف جائز نہیں بلکہ اس سے عذاب الٰہی میں مبتلا ہونے کا خدشہ اور ڈر بھی ہے یہی وجہ ہے کہ ایسے مقامات میں جتنی دیر گزرتی ہے اس سارے وقت میں اللہ سے ڈر کی کیفیت برقرار رکھنا شریعت کا مقصود ہے جس کی طرف حافظ ابن حجرؒ نے صراحت فرمائی ہے:

"اس کا یہ مطلب نہیں ہے کہ شروع میں داخل ہوتے وقت میں ہی ( خشوع کی کیفیت ) منحصر ہو بلکہ دخول کے ہر لحظہ میں اس کا دوام مقصود ہے اور پھر وہاں ( جتنی دیر ) ٹھہرے تو یہ کیفیت بطریقِ اولیٰ مطلوب ہے۔"[۱۹]

حافظ ابن حجرؒ کی اس تصریح سے یہ بات بھی واضح ہوتی ہے کہ ایسے مقامات پر دیر تک ٹھہرے رہنا شریعت کی منشا کے خلاف ہے لیکن بہر حال جتنی دیر وہاں رکنا ہو اتنی دیر اللہ تعالیٰ کے خوف کی کیفیت کے ساتھ اور عبرت حاصل کرنے کی نیت سے رکنا چاہئے اور یہ کیفیت سیر وسیاحت کی غرض سے جانے سے حاصل نہیں ہوتی اسی وجہ سے علامہ عثیمینؒ فرماتے ہیں:

"اس وجہ سے ہم کہتے ہیں کہ کسی کے لئے جائز نہیں کہ وہ دیار ثمود میں سیر و تفریح کے لئے جائے اور ان کے گھروں کا معائنہ کرے اس لئے کہ اس میں رسول اللہ ﷺ کے حکم کی مخالفت میں مبتلا ہونا لازم آتا ہے مگر ایسا شخص جو وہاں عبرت کے لئے جائے تو وہ ان جگہوں سے روتا ہوا گزرے اور اگر وہاں رونے والا نہیں ہے تو اس کے لئے جائز نہیں کہ وہ وہاں داخل ہو"۔[۲۰]

اس باب میں یہ بالکل صراحت ہے کہ ایسے معذب مقامات پر سیر و تفریح کے لئے جانا جائز نہیں لیکن اگر کوئی ایسے مقامات میں عبرت کی نیت سے جاتا ہے اور اسے وہاں رونا نہیں آتا یا پھر ڈر کی کیفیت پیدا نہیں ہوتی حالانکہ اس کی غرض عبرت حاصل کرنا ہی ہے تو ایسا شخص ظاہراً رونے کی کیفیت یا خشیت الٰہی کی کیفیت بنائے جیسا کہ حافظ ابن حجرؒ نے قوم ثمود کے دیار سے گزرنے کی حدیث کے ایک طریق میں یہ اضافہ بھی نقل کیا ہے:

"مگر یہ کہ تم رونے والے ہو اگر تمہیں رونا نہ آئے تو تم رونے ( کی ہیئت بنانے ) والے ہو اس خوف سے کہ کہیں تمہیں وہ عذاب نہ آپہنچے جو ان کو پہنچا ہے۔"[۲۱]

**معذب اقوام کی بستیوں کو شہر بنانے کا حکم:**

جس مقام پر کسی قوم پر کوئی عذاب نازل ہوا ہو اس مقام کو مقامِ سیاحت بنانا تو شرعاً جائز نہیں ہے جیسا کہ ما قبل میں گزر چکا اسی طرح ان مقامات کو ان کی اصل پر ہی باقی رکھا جائے گا انہیں آباد کرنے اور ان میں شہر یا بستی قائم کرنے کی بھی شریعت اجازت نہیں دیتی علامہ عینیؒ قومِ ثمود کے دیار سے گزرنے والی حدیث کے ذیل میں فرماتے ہیں:

> ''فیہ دلالة علی أن دیار هؤلاء لا تسكن بعدهم ولا تتخذ وطنا لأن المقيم المستوطن لا يمكنه أن يكون دهره باكيا أبدا وقد نهى أن يدخل دورهم إلا بهذه الصفة وفيه المنع من المقام بها والاستيطان وفيه الإسراع عن المرور بديار المعذبين۔''[۲۲]

> ''اس (حدیث سے مستنبط احکام) میں (سے ایک حکم یہ) ہے (کہ اس میں اس بات پر) دلالت ہے کہ ان مقامات میں ان کے بعد رہائش اختیار نہیں کی جائے گی اور نہ اس کو مستقل وطن بنایا جائے گا کیونکہ ایک مقیم مستقل رہنے والے کے لئے یہ ممکن نہیں ہے کہ وہ ایک پورا زمانہ ہمیشہ روتے ہوئے گزارے اور آنحضرت ﷺ نے ان کے گھروں میں صرف اسی صفت کے ساتھ داخل ہونے کی اجازت دی ہے، اور اس میں ان مقامات پر ٹھہرنے اور انہیں وطن بنانے کی ممانعت ہے اور اسی سے معذب اقوام کے آثار سے جلدی سے گزرنا ثابت ہے۔''

علامہ عینیؒ کی اس صراحت سے جہاں یہ بات بالکل واضح ہے کہ ایسے مقامات کو آباد نہیں کیا جائے گا وہاں ہی اس حوالے سے بھی اس میں وضاحت ہے کہ ایسے آثار کو ان کی اصلی حالت پر ہی باقی رکھا جائے گا۔

**نتائج البحث:**

مذکورہ بالا بحث سے درج ذیل نتائج حاصل ہوتے ہیں:

- معذب اقوام کی باقیات کو باقی رکھنے میں شریعت کی منشاء ہے اور اس سے ترہیب کا سامان پیدا کرنا ہے۔
- معذب آثار پر عبرت حاصل کرنے کی نیت سے جانا درست بھی ہے اور مقصودِ شریعت بھی۔
- ایسے مقامات میں جتنی دیر ٹھہراؤ ہو اتنی دیر خشیتِ الٰہی اختیار کی جائے۔
- ایسے مقامات پر سیر و تفریح کے لئے جانا جائز نہیں۔
- معذب آثار کو مقامِ سیاحت بنانا اسلامی شریعت کے خلاف ہے۔
- حتی الوسع ان آثار کی باقیات سے انتفاع حاصل کرنے سے رکنا چاہیے کیونکہ یہ مکروہ ہے۔
- ان آثار کی باقیات سے بوقتِ مجبوری انتفاع حاصل کیا جاسکتا ہے۔

- معذب مقامات کو شہر یا بستی بنانا اور آباد کرنا شریعت کی رُو سے جائز نہیں ہے۔
- معذب آثار کو ان کی اصلی حالت پر باقی رکھا جائے گا۔
- معذب آثار کو ختم کرنا، باقیات کو گرانا مقاصدِ شریعت کے خلاف ہے۔

This work is licensed under a Creative Commons Attribution 4.0 International Licence.

## حواشی و حوالہ جات:


۱. القرآن، الروم: ۴۲

Al-Qrān, Al-Rūm:42

۲. شعراوی، محمد متولی الشعراوی، تفسیر الشعراوی ، ج: ۱۸، رقم :۱۱۴۸۱

Sh'rāwī, Muḥammad Mutawallī Al-Sha'r*wī, Tafsīr Al-Sha'rawī, Vol:18,Number:1481

۳. القرآن، یونس: ۹۲

Al-Qurān, Yoūnas, 92

٤. طبری، أبو جعفر محمد بن جریر الطبری، جامع البیان فی تاویل القرآن، ، الناشر: مؤسسة الرسالة بیروت لبنان ، الطبعة الاولیٰ: ۱۴۲۰ھ،ج:۱۵، ص: ۱۹۴

Ṭebrī, Abū Ja'far Muḥammad bin Jarīr Al-Ṭebrī, Jām' Al-Bayān fī Tāwīl al-Qurān, (M,assisah al-risālah, Berūt: Edition 1st , 1420ah), Vol:15,P: 194

٥. القرآن، الاعراف: ۷۳،۷۴

Al-Qurān, Al-A'rāf:73-74

٦. القرآن، النمل:۵۲

Al-Qurān, Al-Namal:52

۷. ابن الجوزی، أبو الفرج عبدالرحمن بن علی الجوزی، زاد المسیر، مطبوعة: دارالکتاب العربی بیروت، الطبعة الاولیٰ: ۱۴۲۲ھ، ج:۳، ص:۳۶۶

Ibn al-Jawzī, Abū al-Farj 'abd Al-Raḥmān bin 'lī Al-Jawzī, Zād Al-Masīr, (Dār al-Kutub Al-earabī, Berūt:Edition 1st , 1422ah), Vol:03,P:366

۸. القرآن، ھود: ۸۱ تا ۸۳

Al-Qurān, Hūd: 81-83

۹. القرآن، الصافات: ۱۳۷، ۱۳۸

Al-Qurān, Al-Ṣāfāt: 137-138

۱۰. بخاری، محمد بن إسماعیل البخاری، صحیح بخاری، دار طوق النجاة، الطبعة: الأولی، ١٤٢٢ھ، ج:۴، ص:۱۴۹

Bukhārī, Muḥammad bin Ismā'īl al-Bukhārī, Ṣaḥīḥ Bukhārī,(Dār Ṭawq Al-Najāt, Berūt: Edition 1st ,1422ah), Vol:04,P:149

۱۱. ایضاً، ج:۶، ص:۷

Ibid,Vol:06,P:07

۱۲. العینی،بدر الدین محمود بن الحنفی، عمدة القاری،الناشر: داراحیاء التراث العربی ، بیروت، ج:۴،ص:۱۷۹

Al-’ynī, Badr al-Dīn Maḥmūd bin al-Ḥanfī, ‘umdat Al-Qārī, (Dār Iḥyā, al-turāth al-’arbī,Berūt), Vol:04,P:179

۱۳. القرآن، الروم:۴۲

Al-Qurān, Al-Rūm:42

١٤. طبری، جامع البیان في تأویل القرآن، ج:۲۰، ص:۱۱۰

Ṭebrī, Jām’ al-Bayān fī tāwīl Al-Qurān, Vol:20,P:110

۱۵. بخاری، صحیح بخاری، ج:۴،ص: ۱۴۹

Bukhārī, Ṣaḥīḥ Bukhārī, Vol:04,P:149

۱۶. عینی، عمدة القاری شرح صحیح البخاری،ج:۱۵،ص:۲۷۵

‘ynī, ‘umdat al-Qārī Sharḥ Ṣaḥīḥ Al-Bukhārī,Vol:15,P:275

۱۷. بخاری، صحیح بخاری، ج:۶، ص:۷

Bukhārī, Ṣaḥīḥ Bukhārī, Vol:06,P:07

۱۸. ابن رجب، زین الدین عبد الرحمن بن أحمد بن رجب بن الحسن ، فتح الباري شرح صحیح البخاري، مطبوعه مكتبة الغرباء الأثرية – المدينة النبوية. الطبعة: الأولى، ١٤١٧ هـ – ١٩٩٦ م،ج:۳، ص:۲۳۷

Ibn Rajab, Zyn al-Dīn ‘abd Al-Raḥmān bin Aḥmad bin Rajab bin Al-Ḥasan, Fatḥ Al-Bārī Sharḥ Ṣaḥīḥ al-Bukhārī, (Maktabah al-Ghurabā, al-Athriyyat, Al-Madīnat Al-Munawwarat: Edition 1st, 1996ac), Vol:03,P:237

۱۹. ابن حجر، احمد بن علی بن حجر العسقلانی، فتح الباری، ج:۱،ص:۵۳۰، الناشر: دارالمعرفة بیروت ۱۳۷۹ھ

Ibn Ḥajar, Aḥmad bin ‘lī bin Ḥajar al-’sqlānī, Fatḥ al-Bārī, (Dār al-Ma’rifat, Berūt:1379ah), Vol:01,P:530

۲۰۔ العثیمین ،محمد بن صالح بن محمد العثیمین ، شرح ریاض الصالحین، مطبوعه دار الوطن للنشر، الرياض، الطبعة: ١٤٢٦ هـ،ج:٤، ص:٥٧٨

Al-’uthymyn, Muḥammad bin Ṣāliḥ bin Muḥammad Al-’uthymayn, Sharḥ Riīḍ al-#Ṣalḥīn, (Dār Al-Waṭan Lil-Nashr, Al-Riyāḍ: 1426ah),Vol:04,P:578

۲۱ ۔ ابن حجر، فتح الباری شرح صحیح البخاری،ج:۶،ص:۳۸۰

Ibn Ḥajar, Fatḥ al-Bārī Sharḥ Ṣaḥīḥ al-Bukhārī, Vol:06,P:380

۲۲ ۔ عینی ، عمدة القاری شرح صحیح البخاری، ج:۴،ص:۱۹۱

‘ynī, ‘umdat al-Qārī Sharḥ Ṣaḥīḥ al-Bukhārī, Vol:04,P:191